رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... للعہ
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عہ

قیمت پرانا پرچہ ۴ر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عہ

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۵ | ۱۲ ار مہر ۱۳۵۴ف | ۹ رمضان ۱۳۶۴ھ | ۱۸ اگست ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۱۵

عمالی جماعت کے منصوبے

ایک عمالی لیڈر کے قلم سے

عمالی حکومت کے قومی ملکیت والے پروگرام سے جو اندیشے پیدا ہوئے اُن کی کچھ جھلک قدرتی طور پر لندن اسٹاک ایکسچینج میں نظر آئی۔ اس وقت ان حصص کی قیمت گر رہی ہے جن کو پانچ سال کے عرصہ میں قومی ملکیت قرار دیا جائے گا۔ عمالی حکومت کے لئے کوئی تفصیلی پروگرام پیش کرنا ابھی قبل از وقت ہے۔ اور اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ حالات کچھ ایسے ہیں کہ عمالی حکومت کے لئے موجودہ پارلیمنٹ کی مدت میں کوئلہ، فولاد، قوت برقی، اور کپاس کی صنعتوں اور بنک آف انگلینڈ کو قومی بنانا جیسا کہ انتخابات کے وقت وعدہ کیا گیا تھا ذرا مشکل ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ حکومت کا ارادہ یہی ہے۔ عمالی جماعت کے صدر پروفیسر لاسکی نے اپنی ایک نشری تقریر میں کہا تھا کہ سب سے پہلے بنک آف انگلینڈ کو قومی بنایا جائے گا۔ اس کے بعد کوئلہ، برقی قوت اور فولاد کی صنعتوں کا نمبر آئے گا۔

دوسرے عمالی لیڈروں کی یہ رائے ہے کہ تعمیر ملک کے مسائل کو اولیت حاصل ہونی چاہئے۔ کوئلہ کی قلت کی وجہ سے کوئلہ کی صنعت کو قومی بنانے کی فوری ضرورت پر بہت زور دیا جا رہا ہے۔ تعمیر ملک کے بعد کوئلہ کا مسئلہ زیادہ اہم ہے۔ مسٹر شنول کی کمیٹی نے جس کو عمالی جماعت نے کچھ عرصہ قبل مقرر کیا تھا کوئلہ سے متعلق اپنی تجاویز مرتب کر لی ہیں چنانچہ بنک آف انگلینڈ کو قومی بنانے ہی کی غرض سے متعلق ایک مسودہ قانون پارلیمنٹ میں پیش کیا جانے والا ہے۔

مسٹر چرچل نے انتخابات کے سلسلہ میں اپنی پہلی نشری تقریر میں یہ بیان کیا تھا کہ بنک آف انگلینڈ کو قومی بنانے سے عوام کے سیونگس اکاؤنٹ کو خطرہ لاحق ہوگا۔ عمالی جماعت کی جانب سے یہ جواب دیا گیا کہ برطانوی مقبوضات اور امریکہ کے بنک پہلے ہی سے قومی ہیں اب یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ اس تجویز میں کوئی چیز انقلابی نہیں ہے۔ بنک کو قومی بنانے سے ملک کو یہ فائدہ ہوگا کہ تعمیر جدید اور ترقیات کے لئے حکومت سستے قرضے فراہم کر سکے گی۔

انتخابات کی مہم کے دوران میں [illegible]

اس بات پر بطور خاص زور دیا گیا تھا کہ ہمارے ملک کے لئے سستی برقی قوت فراہم ہونی چاہئے۔ پس یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ پروفیسر لاسکی نے کوئلہ کے بعد برقی قوت کو جگہ دی ہے۔ اب بھی [illegible] بلدی ادارے مہیا کرتے ہیں پس اس صنعت کو قومی بنانے میں کوئی ایسی دشواری پیش نہیں آسکتی جب اجارہ داری کو ختم کرنے کے لئے نئی

حکومت شدید قوانین نافذ کرے گی تو فولادی صنعت کو قومی بنانے کا مسئلہ زیادہ اہم نہیں رہے گا لیکن یہ واقعہ کہ پروفیسر لاسکی نے ذرائع حمل و نقل کے مقابلہ میں فولادی صنعت کو پہلی جگہ دی ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ حکومت اس صنعت پر راست نگرانی رکھنا چاہتی ہے۔ فولادی صنعت کو قومی بنانے کا مسئلہ داخلی اور خارجی حالات پر منحصر ہوگا۔ لیکن اس صنعت کو حالات حاضرہ سے ہم آہنگ کرنے کے لئے شدید نگرانی ناگزیر ہوگی۔

داخلی ذرائع حمل و نقل کو قومی بنانے کا مسئلہ بہ ظاہر فہرست کے آخر میں۔ کہا جا سکتا ہے بہت زیادہ پیچیدہ ہے۔

اخبار فنانشیل نیوز کہتا ہے کہ [illegible]

وزیر مالیات کے عہدہ پر مسٹر ڈالٹن کے تقرر کا خیر مقدم کرتا ہے کیونکہ کاروباری حلقے ان کی صلاحیتوں اور مالیاتی قابلیت کا احترام کرتے ہیں اور انہیں یقین ہے کہ مسٹر [illegible] ترقی پذیر پالیسی کے حامل ہیں۔ یہی اخبار یہ بھی لکھتا ہے کہ مسٹر ڈالٹن نے وزیر تجارت کی حیثیت سے کاروباری حلقوں سے ایسا ربط پیدا کیا تھا اور ان کے نقطۂ نظر کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاروباری حلقے حکومت کے قومی ملکیت والے پروگرام سے اب [illegible] نہیں ہیں اور انہیں اس امر کی بہت فکر ہے کہ کن صنعتوں کو قومی بنایا جائے گا کہ ان کے حصہ داروں کو کس شرح سے معاوضہ دیا جائے گا۔ کہا جا رہا ہے کہ یہی ایک وجہ ہے جس سے اسٹاک ایکسچینج میں کاروبار بڑی حد تک رکا ہوا ہے اور یہ امر کہ حکومت نے بیان جاری کیا ہے اور عمالی حکومت اقدام کو روکنے کے لئے ادارہ کی شہرت کو کم کر سکے گی۔

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰

مملکت ہفتہ وار

جلد ۵ | ۱۲؍ مہر ۱۳۵۷ف | نمبر ۱

تیرتھ اور ویدیہ کا نفرت انگیز عمل

سری نگر سے یہ خبر شائع کی گئی ہے کہ آل انڈیا اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کی مجلس کا اجلاس پنڈت جواہر لال نہرو کی صدارت میں منعقد ہوا اور ایک طویل قرارداد منظور کی گئی جس میں اعلیٰحضرت خسرو دکن و برار کے کسی فرمان کا حوالہ دیا گیا۔ قرارداد میں جو خیال حضرت بندگان اقدس سے منسوب کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسی ریاستوں میں جو حکومت برطانیہ کے ساتھ معاہداتی تعلقات رکھتی ہیں ذمہ دارانہ حکومت کا قیام ممکن نہیں۔ اسوسی ایٹیڈ پریس کے بیان کے مطابق اس قرارداد کا متعلقہ جزو حسب ذیل ہے۔

"مجلس نے ہز اگزالٹیڈ ہائینس دی نظام آف حیدرآباد کے فرمان سے کٹ کی کہ ذمہ دارانہ حکومت (جو نمائندہ حکومت سے الگ ہے) کسی حال میں بھی ہندوستانی ریاستوں میں قائم نہیں ہو سکتی جنہوں نے برطانوی حکومت سے تاریخی معاہدات کے تحت دوستانہ تعلقات قائم کئے ہیں۔ یا اقتدار اعلیٰ کی حفاظت میں ہیں۔"

ہمیں یاد نہیں پڑتا کہ اعلیٰحضرت خسرو دکن نے ایسا کوئی فرمان نافذ فرمایا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کو کوئی مغالطہ فہمی ہوئی ہے یا انہیں غلط واقعات باور کرائے گئے ہیں۔ اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا تھا کہ سوامی رامانند تیرتھ اور پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ کشمیر تشریف لے گئے ہیں۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو ان حضرات کو چاہئے تھا کہ پنڈت جواہر لال نہرو کی غلط فہمی رفع کر دیتے۔ ذمہ دارانہ حکومت کے مسئلہ پر اظہار خیال کئے بغیر ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ چند مواقع ایسے ہوئے ہیں جہاں حضرت اقدس داخلی سیاسی مسائل پر اظہار خیال فرمائے ہیں مثلاً سلور جوبلی کے موقع پر رعایا کے سپاس نامہ کے جواب میں یا وائسرائے کی شاہی ضیافت میں تقریر کے وقت یا اعلان اصلاحات کے سلسلہ میں۔ ہم نے ان جملہ تقاریر اور دستاویزات کا مطالعہ کیا لیکن ہمیں وہ خیال کہیں نہیں ملا جس کو حضرت بندگان اقدس سے منسوب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کسی سرکاری اعلامیہ یا دستاویز یا کتاب یا سرکاری اشاعت یا جریدہ میں اعلیٰحضرت بندگان عالی نے ذمہ دارانہ حکومت کے مسئلہ پر کبھی اظہار خیال فرمایا ہی نہیں۔ قارئین کو شاید حیرت ہوگی کہ پنڈت جواہر لال نہرو جیسی ذمہ دارانہ شخصیت سے ایسی غیر ذمہ دارانہ حرکت کیسے سرزد ہوئی مگر ہمیں کوئی حیرت نہیں۔ پنڈت جی حیدرآباد سے کما حقہ واقف ہوئے بغیر حیدرآباد کو اپنی آتش بیانی کا موضوع بنانے میں ہمیشہ مسرت محسوس کرتے رہے ہیں۔ ہمیں ان سے کوئی شکایت نہیں۔ ہم سوامی رامانند تیرتھ اور مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ کو اس ساری شر انگیزی کی مفسدہ پردازی اور عوام فریبی کے لئے ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ انھوں نے حضور پر نور سے ایک ایسا خیال منسوب کرنے کی جسارت کی جو قطع نظر اس امر کے کہ وہ کہیں جگہ درست ہے یا نادرست بالکل خلاف واقعہ اور بے بنیاد ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سوامی رامانند تیرتھ اور مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ نے اس ارادہ سے کشمیر کا سفر اختیار کیا تھا کہ حضرت بندگان عالی کو بدنام کریں۔ ان دونوں حضرات کو اچھی طرح واقف ہونا چاہئے کہ حیدرآباد کے سیاسی لٹریچر میں کوئی ایسی دستاویز نہیں ہے جس میں وہ خیال پایا جاتا ہو جو اعلیٰحضرت سے منسوب کیا گیا۔ قرارداد میں جن خیالات کو پیش کیا گیا ہے وہ اعلیٰحضرت کا نام لئے بغیر بھی کیا جا سکتا تھا۔ خاص طور پر حضور کا نام لانا انتہائی تعصب بددیانتی اور شرارت کی دلیل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو بھی آمادۂ فساد ہیں لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حیدرآباد کے منہ آنا کوئی آسان بات نہیں۔ ہندوستان میں حیدرآباد ایک خاص حیثیت کا حامل ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو یہ کھیل کسی اور ریاست سے کھیلیں۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جو لوگ اپنے گھر (برطانوی ہند) کے معاملات کو سنبھال نہ سکے انہیں ریاستوں کے معاملات میں دخل دینے کا کیا حق ہے؟ رہے سوامی رامانند تیرتھ اور مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ ان کے لئے بجز حقارت و ملامت کے ہم کوئی دوسرا برتاؤ تجویز نہیں کر سکتے۔

جدید صدرالمہام صنعت و حرفت

اس خبر کا اہل ملک نے بڑی مسرت کے ساتھ خیر مقدم کیا کہ حضرت بندگان اقدس نے براہ خسروانہ صدرالمہامی صنعت و حرفت کے عہدہ پر نواب لیاقت جنگ بہادر کا تقرر فرمایا۔ اس تقرر پر ہم نواب صاحب کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

مستقبل قریب میں حیدرآباد جن مسائل سے دوچار ہوگا ان میں صنعتی مسائل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ضرورت تھی کہ محکمہ صنعت و حرفت کو ایک علحدہ صدرالمہام کے تحت رکھا جائے اور اس پر ایک ایسے شخص کا تقرر کیا جائے جو ملک کے معاشی مسائل پر عبور رکھتا ہو۔ ہمیں یقین ہے کہ نواب لیاقت جنگ بہادر کی شخصیت اس کے لئے موزوں ثابت ہوگی۔

ملک کی صنعتی ترقی سے متعلق ہم متعدد بار اپنے خیالات ظاہر کر چکے ہیں جن کا لب لباب یہ ہے کہ پہلے زرعی مسائل کو حل کیا جائے، گھریلو صنعتوں کو ترقی دی جائے اور بعد میں بھاری صنعتوں پر توجہ کی جائے اور بعض اہم صنعتوں پر حکومت کی نگرانی قائم رہے۔ اسوسی ایٹیڈ پریس کے نمائندہ سے نواب لیاقت جنگ بہادر نے ایک ملاقات کے دوران میں جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے اُن سے مترشح ہوتا ہے کہ نواب صاحب موصوف ملک کے معاشی مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں، حالات حاضرہ کے رجحانات سے پوری طرح باخبر ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ کن مسائل کو تقدم حاصل ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ:-

"ملک کو صنعتی بنانے کے جوش میں ہم یہ بھول جانا چاہتے کہ عوام کی اکثریتی تعداد کا کاشتکاری پر گزارا ہے جب تک غریب کاشتکاروں کو بھی ترقی کے مواقع فراہم نہ کئے جائیں اس وقت تک عوام کے لئے بہتر معیار زندگی فراہم نہیں کر سکتے۔"

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کاشتکاروں کو دیہاتی نفع اندوزوں کے پنجوں سے بچانا اور زرعی پیداوار کے لئے امداد دینی کے

[illegible]صول پر ہاتھ پیدا کرنا چاہئے۔ وہ جانی لٹیروں اور زمینداروں
[illegible]کا حکم جمع کرنے اور امداد باہمی کے اصول کو عمل جامہ پہنانے
[illegible]میں حکومت پوری طرح متوجہ ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ گھریلو
[illegible]صنعتوں کو امداد باہمی کے اصولوں پر ترقی دینے کی جانب
[illegible]رباب متعلقہ پوری توجہ کریں گے۔

بھاری صنعتوں کے متعلق نواب یار جنگ بہادر
[illegible]نے اپنا یہ نقطہ نظر پیش فرمایا ہے کہ:۔

جہاں ہیں اس امر کی تائید میں ہوں کہ
حکومت کی جانب سے بعض اہم صنعتوں کو
سرکاری حیثیت دی جائے وہاں میں
اس کا قائل ہوں کہ اس میں اتنی شدت
نہ پیدا کی جائے کہ اس سے خانگی سرمایہ
کا چوکس و خروش مسدود ہو جائے۔

[illegible] ایک معتدل نقطہ نظر ہے جو ہماری رائے میں ملک کے
حالات کے لحاظ سے بہت موزوں ہے۔ خانگی کوششوں
[illegible] سے لگام چھوڑنا یا تمام صنعتوں کو حکومت کے قبضہ
میں رکھنا ہر دو صورتیں ہمارے ملک کے مخصوص حالات
کے لحاظ سے غیر موزوں ثابت ہوں گی۔ بعض صنعتیں ایسی
ہیں جن کا بالکلیہ حکومت کے ہاتھ میں رہنا ضروری ہے
[illegible] حرکت، قوت برقی، کوئلہ برآری وغیرہ اور باقی
صنعتوں میں خانگی سرمایہ کے ساتھ حکومت کا سرمایہ لگا
[illegible] اشتراک ضروری ہے۔

دولت کی غیر مساوی تقسیم سے ملک میں جو نادار
طبقے پیدا ہوگئے ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
نواب صاحب موصوف نے فرمایا کہ سوسائٹی کے ہر طبقہ
کو حصول دولت کے مساوی اور یکساں مواقع حاصل ہونے
چاہئیں۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جو ایک مستقل مقالہ
کا متقاضی ہے۔ ہم یہاں صرف اس قدر کہنا کافی سمجھتے
ہیں کہ معاشی مساوات کے بغیر کوئی ملک صحیح معنوں میں
ترقی نہیں کر سکتا۔

ہمیں توقع ہے کہ ملک کے معاشی مسائل سے
متعلق جن خیالات کا اظہار نواب صاحب موصوف
نے فرمایا ہے ان کو ناصر جنگ تنظیم کی اسکیموں میں ملحوظ
رکھا جائے گا۔

جلانے کی لکڑی

چند روز قبل محکمہ جنگلات کی جانب سے یہ اعلان
کیا گیا تھا کہ شہر کے چوب فروش ۲۰ نومبر سے ۱۰ شہریور
تک جلانے کی لکڑی فی روپیہ (۲۵) سیر کے حساب سے
فروخت کریں گے اور یکم مہر سے (۳۰) سیر کے حساب سے
لکڑی فروخت ہوگی۔ اگر خریداروں کو شکایت ہو تو وہ
اسپیشل افسر محکمۂ جنگلات جنگلات کو مطلع کریں۔
ہمیں متواتر یہ اطلاعیں مل رہی ہیں کہ چوب
فروش اس اعلان کی پابندی نہیں کر رہے ہیں اور
بدستور گراں نرخ پر لکڑی فروخت کر رہے ہیں۔ یکم مہر سے فی روپیہ ۳۰ سیر
لکڑی ملنے چاہئے تھی لیکن کوئی چوب فروش اس نرخ پر
لکڑی فروخت کرنے آمادہ نہیں اور بعض چوب فروش
لکڑی دینے ہی سے انکار کرتے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ
اوسط درجہ کے طبقوں کے لئے نہایت پریشان کن ہے۔
گرانی سے ان طبقوں کا جو حال ہو رہا ہے محتاج بیان
نہیں۔ ان پر عوام سے یہ توقع رکھنا کہ وہ ٹیلیفون
سے اسپیشل افسر صاحب کو اطلاع دیں گے بے سود ہے۔
گذشتہ ہفتہ معاصر "رعیت" نے ایک مراسلہ شائع کیا
تھا جس میں مراسلہ نگار نے بیان کیا ہے کہ اسپیشل افسر
صاحب جنگلات کو اس صورت حال سے ٹیلیفون
کے ذریعہ مطلع کیا گیا مگر اس پر کوئی توجہ نہیں کی گئی۔
ارباب متعلقہ کو چاہئے کہ اس جانب فوری توجہ کریں
اور عوام کو پریشانی سے بچانے کے لئے بہتر انتظامات
عمل میں لائیں۔

پہلی مجلس مقننہ بذریعہ نامزدگی قائم کی جائے

ایک مشترکہ بیان

مولوی احمد عبید اللہ السعدوسی۔ مولوی محمد اعظم
صاحب۔ مولوی کلیم الدین صاحب انصاری۔ مولوی
عبد الکریم صاحب تماپوری۔ اور مولوی عبد الرؤف
صاحب نے حسب ذیل مشترکہ بیان جاری کیا ہے۔
حکومت سرکار عالی کے مسلمہ اصلاحات
کے نفاذ کے سلسلہ میں انتخاب یا نامزدگی کا مسئلہ جانب
ہندو و احباب کے بیانات و آراء کے باعث وقت
کا اہم ترین مسئلہ ہوگیا ہے۔ اس مسئلہ سے متعلق نمائندہ
حیثیت میں مسلمانوں کی طرف سے گفتگو کا حق و منصب
مجلس اتحاد المسلمین کو ہے لیکن مسئلہ کی نزاکت اور
مسئلہ کی اہمیت کے مدنظر ہم اپنی انفرادی حیثیت میں چند
حقائق کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ
اس مسئلہ سے متعلق کسی قطعی فیصلے پر پہنچنے میں ہماری رائے
شاید کسی حد تک مد ثابت ہوسکے۔

ہمیں افسوس ہے کہ جب کہ اصلاحات کے
اعلان کے بعد تقریباً چھ سال تک حکومت کی بے عملی
کی وجہ سے یہ مسئلہ انتہائی صورت میں ایسے وقت
ملک کے سامنے آیا ہے جبکہ بین الاقوامی حالات اور
عالمی قوتوں کا دباؤ اعتدال پسند عناصر اور جمہوری طاقتوں
سے زیادہ انتہا پسند عناصر اور تخریبی طاقتوں کے لئے
سازگار ہے۔ علاوہ بریں مشرق کی جنگ کے کامیاب
اختتام کے مدنظر میں آجانے کے باعث تحیر ہی
ابد جنگ کو مستقل ہیئت قائم ہوگئی ہے جو مملکت کے ہر گوشہ
ذرائع اور وسائل کا محتاج ہے۔ حکومت ہند اور
ہماری فوری ترقی کی بھی آئی تھی جو ضرورت ہے۔ پس جنگ کے
لیے اور ملک کے مختلف مذاہب اور طبقات میں
بیجانی پیدا ہے۔ ہم آہنگی اور تعمیری مفاہمت کے لئے وہ
کام کرنے کی اہمیت آج سے زیادہ کبھی محسوس نہیں کی گئی
حیدرآباد کے قلیم ترقی کے ان ضروری مسائل کے حل کے
لئے بڑھانے کے معتبر الشان کام میں ملک کی مشترکہ دانشمند
جماعتیں متحد اور مذہب اور نسل کا بیجا کرنے کا بہترین
ذریعہ مقننہ ہے اس لئے ہر حیدرآبادی کا مطالبہ ہے کہ
کہ مقننہ کا فوری قیام عمل میں لایا جائے۔

انتخابات کے ذریعہ مقننہ کے قیام سے کسی
شخص کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن موجودہ حالات
ایسے ہیں کہ مقننہ کے قیام کے لئے جن رعایات کو حق کیا
دیا گیا ہے ان کے متعلق جب حیدرآباد۔ [illegible]
بلدیات و ضلعجاتی بورڈ الیکشن ابھی تک تمام نہیں
ہوئی ہیں، اور متعلقہ قواعد شائع کئے گئے ہیں جن سے
دستی کے جمہوری اور ووٹر کی مسائل ابھی تصفیہ طلب ہیں
بلدیہ حیدرآباد کی حد کا قانون بلدیہ ملازموں کی
[illegible] ترتیب پا کر قانون یا صورت دیگر
اصل نافذ ہونا ہے۔ ان سب مراحل کے طے ہونے
میں تمام سے کم [illegible] سال سے کم مدت نہیں لگے گی
جن کے بعد مقننہ کے انتخاب کی باری آئے گی اور جس
میں کم از کم چھ ماہ صرف ہوں گے۔ اس طرح تقریباً دو سال
تک مقننہ کا قیام عمل میں نہ آسکے گا۔ یہ زمانہ حیدرآباد
اور ہندوستان کے لئے دور رس اور اساسی تبدیلیوں
اور فیصلوں کا زمانہ ہوگا جن سے عہدہ برآ ہونے کے واحد
عملی ذریعہ کے لئے پہلی مقننہ بذریعہ نامزدگی قائم کی جائے
اس لئے ہماری رائے میں مقننہ کا پہلی مرتبہ قیام نامزدگی
کے ذریعہ کیا جائے تو اس کو ہر شخص ایک آئینی پیش رفت
کی طور پر خوش آئند سمجھے گا۔ حالات اور وقت کو نظر انداز کرکے
نری اصول پرستی کا نعرہ عملی سیاست نہیں ہے۔ جہاں تک
امر کی وضاحت غیر ضروری نہ ہوگی کہ نامزدگی کے ذریعہ
مقننہ کے قیام کا مطلب عوام کو حق ملنے ہی سے محروم
کرنا نہیں ہے بلکہ غیر معمولی حالات و واقعات کے باعث
عوام کے اس حق کا استعمال ملک کے نمائندہ اداروں کے
ارکان کے ذریعہ کیا جائے جیسا کہ ویول پلان کے موقع
پر مسلم لیگ اور کانگریس کے ارکان کو نامزد کرکے کیا گیا تھا۔
خدا کرے کہ ارباب حکومت اور قومی رہنما
دونوں وقت کے تقاضوں کو سمجھیں اور دنیا پر ثابت
کر دکھائیں کہ حیدرآباد کی یکجہتی و رواداری کے مشاورتی بیچیدہ
مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی آسان بنا دیتی ہے۔ کیا حیدرآباد
تدبر کے اس امتحان میں کامیاب ہوگا۔

پنڈت جواہر لال نہرو کی تضاد بیانی

از

ایم ۔ این ۔ رائے

یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کے ایک نمائندے سے جواہر لال نہرو نے شملہ میں ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ ہندوستان کی گوناگوں معاشی خرابیوں کا حل "ترقی پذیر اشتراکیت" ہے۔ نہرو نے ترقی پذیر کا لفظ شاید یہ ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا کہ مستقبل قریب میں جو معاشی نظام معرض وجود میں آئے گا وہ اشتراکی نہ ہوگا بلکہ وہ ہندوستان کو بتدریج اشتراکیت کی طرف لے جائے گا۔ یہ نقطۂ نظر بالکل حقیقت پسندانہ ہے اسی ملاقات میں نہرو نے کہا کہ قومی حکومت کا پہلا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ "عوام کی قوت خرید اور معیار زندگی کو بلند کیا جائے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جاگیرداری نظام کے اثرات کو مٹانے کے لئے جو زرعی اور صنعتی ترقی میں حائل ہے دور رس زرعی اصلاح کی جائے"۔

جو شخص بھی ہندوستان کی معاشی ترقی کے مسئلہ پر عملی نقطۂ نظر سے غور کرے گا وہ نہرو کی رائے سے متفق ہوگا۔ محض نصب العین کا تعین کافی نہیں بلکہ یہ سوچنا چاہئے کہ اس نصب العین کو عملی جامہ موجودہ حالات میں کس طرح پہنایا جا سکتا ہے۔ بقول نہرو کے ہندوستان کی معاشی ترقی قومی اور بین الاقوامی صورت حال کے حدود کے اندر ہی ہو سکتی ہے۔

اشتراکیت پر اپنے ایقان کا اظہار کرنے کے بعد نہرو نے اپنے معاشی نصب العین کی تکمیل کے لئے ایک سیاسی شرط کو مقدم قرار دیا ہے اور وہ شرط قومی حکومت کا قیام ہے۔ مگر یہ نہیں بتلایا کہ یہ قومی حکومت کن افراد پر مشتمل ہوگی جو ہندوستان کو "ترقی پذیر اشتراکیت" کی طرف لے جا سکے۔ اس مسئلہ پر چند روز کے بعد کافی روشنی پڑی جبکہ کانگریس کی مجلس عاملہ نے ویول اسکیم کے تحت وائسرائے کی کونسل کے لئے اپنے نامزد ارکان کی فہرست پیش کی۔ ان نامہ نگاروں کے بیان کے مطابق جو کانگریس ہائی کمانڈ سے ربط رکھتے ہیں اور اس کے اعتماد میں ہیں اس فہرست میں سر اردشیر دلال کا بھی نام تھا جو بمبئی پلان کے مصنفین میں سے ہیں اور حکومت کی صنعتی پالیسی تشکیل دیتے رہے ہیں۔ اس پالیسی کی نسبت مہاتما گاندھی نے کہا تھا کہ "بدیسی سامراجیت" کو ہندوستان میں قائم کرنے کی ایک کوشش ہے۔

معقولیت کے ساتھ یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ پالیسی کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے کانگریس نے عارضی قومی حکومت میں بھی اردشیر دلال کو رکھنا مناسب سمجھا۔ اس قومی حکومت کے ارکان میں "ترقی پسند اشتراکی" نہرو کا بھی نام رکھا گیا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ حکومت ہند کے رکن فینانس اور مشیر معاشیات کی بمبئی پلان پر سخت تنقید کے باوجود اردشیر دلال کو محکمہ منصوبہ بندی کا صدر مقرر کیا گیا اور سر اردشیر وائسرائے کی ٹیم کے ساتھ حکومت ہند کی معاشی پالیسی ڈھالنے لگے۔ اس میں شک نہیں کہ دلال جو خود بھی ٹاٹا کے ایک ڈائرکٹر ہیں سرمایہ داروں کے مطالبے کی بنا پر حکومت میں شامل کئے گئے تاکہ سامراجیت اور قومی سرمایہ داری کے مابین اتحاد کا راستہ صاف کریں۔ انہوں نے منصوبہ بندی کی ایک مجلس تشکیل دی جس میں بمبئی پلان کے دوسرے مصنفین بھی شامل تھے۔ یہ کمیٹی تجارتی اور صنعتی مفادات اور سرمایہ داروں کے نمائندوں سے بھر دی گئی۔ دلال نے اس کمیٹی کے مشورہ سے حکومت کی جو صنعتی پالیسی تشکیل دی۔ وہ بمبئی پلان کے مطابق تھی۔ البتہ اس کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ہندوستانی اور برطانوی سرمایہ داروں کے اتحاد کی ایک بنیاد فراہم کی گئی تھی اور مقصد ایک ایسی صنعت اسلحہ سازی کو ترقی دینا تھا جس سے ہندوستان آئندہ جنگ میں فوجی کارروائیوں کا ایک مستقل مرکز بن سکے۔ بعد کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید امریکہ بھی اس اتحاد میں اپنے مرضی کے ساتھ شریک ہو۔

کانگریسی قائدین اور خود نہرو دلال کے اس کارنامہ سے ناواقف نہ ہوں گے اور یہ سمجھتے کہ ان کے پاس کوئی وجہ نہ تھی کہ وائسرائے کی نئی کونسل کے ممبر کی حیثیت سے وہ اپنی پالیسی بدل دیں گے۔ یہ بھی اردشیر دلال کی شخصی پالیسی نہیں ہے۔ وہ چند مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ لارڈ ویول نے یہ اعلان کیا تھا کہ نئی کونسل جاپان کے خلاف سامراجی جنگ جاری رکھنے کے علاوہ مابعد جنگ معاشی تنظیم کا کام بھی اپنے ہاتھ میں لے گی۔ یعنی وہ انتظامات جو دلال نے شروع کر رکھے تھے۔

سر اردشیر دلال کے علاوہ کانگریس کی مجلس عاملہ نے یقیناً نہرو کی اطلاع اور رضامندی کے ساتھ ہی نئی کونسل کے لئے بڑے کاروباری مفاد کے نمائندوں کو بھی منتخب کیا تھا۔ فینانس کی رکنیت جان متھائی کو پیش کی گئی تھی جو بمبئی پلان کے مصنفین میں سے ہیں اور ٹاٹا کے ایک ڈائرکٹر بھی ہیں۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا کیونکہ وہ دلال کی موجودگی کو کافی سمجھتے تھے۔

دلال کے علاوہ کارخانہ داروں کے اور بھی نمائندے تھے جن کی شرکت نظر انداز نہیں کی جا سکتی تھی۔ سندھیا کمپنی کے جنرل منیجر اور ایوان تجارت ہند کے سابق صدر جی۔ ایل مہتا کو فینانس کی رکنیت پیش کی گئی تھی۔ اس اہم مقام پر وہ دلال کے اشتراک عمل سے قومی حکومت کی معاشی پالیسی اپنے ہاتھ میں رکھتے۔ اسی قومی حکومت کو نہرو نے "ترقی پذیر اشتراکیت" کے لئے شرط مقدم قرار دیا تھا۔

اس کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ دلال اور مہتا کے اثرات کو رد کرنے کے لئے کیا اس کونسل میں نہرو اور سردار پٹیل کی موجودگی کافی نہیں۔ مگر سردار پٹیل کی کونسل کیا رہی ہے۔ سردار پٹیل ہمیشہ نہرو کی اشتراکیت سے بیزار رہے ہیں۔ کانگریسی صوبوں میں سردار پٹیل ہی ڈھائی سال تک کانگریسی وزارتوں کو چلاتے رہے ہیں اور ان وزارتوں کا کارنامہ سردار پٹیل کے معاشی نقطۂ نظر میں اختلاف پیدا نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ راجندر پرشاد بھی تو آخر میں کونسل میں ہوتے۔ لیکن راجندر پرشاد کو زمینداروں سے ہمدردی ہے۔ ان کا ایقان ہے کہ زمیندار اور مہاجن کاشتکاروں اور مزدوروں کے قدرتی قائد ہیں۔ اور اس طرح وہ عوام الناس کے مفاد کے امین اور محافظ ہیں۔

ویول کی اسکیم ناکام رہی لیکن شملہ کانفرنس سے ایک بات یہ واضح ہو گئی کہ کانگریس مجوزہ قومی حکومت میں کس قسم کے افراد کو شریک کرنا چاہتی تھی۔ کیا ایسی قومی حکومت ترقی پذیر اشتراکیت کی طرف قدم اٹھاتی۔ ایک زمانہ تھا جبکہ پنڈت نہرو زمین کو قومی ملکیت قرار دینا چاہتے تھے لیکن آج وہ دور رس زرعی اصلاحات چاہتے ہیں اور جاگیرداری نظام کے ان تمام اثرات کو مٹانا چاہتے ہیں جو زرعی اور صنعتی ترقی میں حائل ہیں۔ لیکن اس کے لئے تو ایک سماجی انقلاب کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر مقصد یہی ہے تو پھر زرعی اصلاح کے کیا معنے۔ کیا غریب کو خوش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ملک کی زرعی اور صنعتی ترقی میں کاشتکاروں کا افلاس حائل ہے اور اس افلاس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کی پیداوار پر زمیندار، ساہوکار، اور بیوپاری کا قبضہ کر لیتے ہیں۔ اس لئے عوام کے معیار زندگی میں کوئی اصلاح ممکن نہیں تاوقتیکہ معاشیات کو بدل نہ دیا جائے۔ اگر نہرو سمجھتے ہیں کہ

امداد باہمی کا اصول اجتماعی زندگی کا سرچشمہ ہے

کوآپریٹو ٹریننگ کا منشا

کوآپریٹو ٹریننگ کلاس کے افتتاحی جلسہ میں جو نواب عنایت جاہ بہادر کی صدارت میں منعقد ہوا تھا مولوی [illegible] حسین صاحب ناظم سررشتہ امداد باہمی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

حال ہی میں سرکار عالی نے سررشتہ امداد باہمی کی تنظیم جدید کے سلسلہ میں ایک وسیع اسکیم منظور فرمائی ہے جس کی غرض و غایت یہ ہے کہ تحریک امداد باہمی ملک کے ہر گوشہ میں پھیلا دی جائے۔ اور اس کا دائرہ عمل محض [illegible] تک محدود نہ ہو بلکہ تمام کاروبار زندگی پر [illegible] ضروریات اور اشیائے احتیاج کی فراہمی تک اس کے دائرہ میں آجائے اور ملک کی سماجی زندگی سے اس کا گہرا تعلق پیدا کیا جائے۔ بالفاظ دیگر تحریک امداد باہمی تنظیم دیہی کی مستقل بنیاد بن جائے اور دیہی معاشیات کا نظام امداد باہمی کے اصول پر قائم ہو۔ یہ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ہماری اجتماعی زندگی میں اس طور سے کوئی انقلاب پیدا کیا جا رہا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ امداد باہمی کا اصول ہندوستان کی اجتماعی زندگی کا ہمیشہ سے سرچشمہ رہا ہے۔ ہندو مذہب کا مشترکہ خاندان اور گاؤں کی اجتماعی زندگی جو باوجود انقلابوں کے بدلتے ہوئے نظام کے اب تک قائم ہے اس کا بین ثبوت ہیں۔ آج بھی مواضعات میں سماجی [illegible] بیشتر پیشہ ور گروہوں پر مشتمل ہے اور [illegible] معاہدہ اور قانون کی جکڑ بندیوں سے دیہی سماجی بندھنوں کو کمزور کر دیا ہے تاہم یہ نظام زندگی باقی ہے۔ ملک کا قانون [illegible] اس کو تسلیم کرتا ہے۔ [illegible] والوں کے ہوتے ہوئے دولت [illegible] جاتے ہیں اور اجتماعی [illegible] کی ذمہ داری مختلف گروہوں پر عائد کی جاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس نظام معاشرتی میں بدلتے ہوئے حالات کے مد نظر نئی جان ڈالی جائے۔ [illegible] امداد باہمی کا سبق سیکھنے کے لئے کہیں باہر جانے [illegible] اپنے ملک کی معاشرتی اور معاشی نظام [illegible] اور اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہی اس ادارہ کی تعلیم کا اہم جزو ہے جس کی تقریب افتتاح کے لئے آج آپ نے تکلیف فرمائی ہے۔

یوں تو جب سے صدر جمعیت امداد باہمی کا [illegible] عمل میں آیا ہے اس وقت سے کسی نہ کسی طرح تعلیم کا انتظام ہوتا رہا اور گذشتہ تقریباً بارہ سال سے مستقل طور پر ایک عہدہ دار محض اس غرض کے لئے یہاں متعین کیا جو دوران سال میں مختلف جماعت ہائے تعلیمی کا انتظام کرتے ہیں لیکن جب معاشی تنظیم کا وسیع سررشتہ امداد باہمی سے لیا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ نہ صرف اس تحریک کا پرچار کرنے والے اور عہدہ دار اس سے پورے طور پر واقف ہوں بلکہ انجمنوں کے ملازمین اور عام طور پر مواضعات میں ہر شخص کو اس جدید تحریک سے واقف کرایا جائے۔ تحریک امداد باہمی میں قدم رکھنے والوں کی عدم واقفیت ہی اس تحریک کی ترقی میں بڑی سد راہ بنی ہے اور اس کو دور کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔

کوآپریٹو ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اس میں چار اساتذہ ایک چیف ایجوکیشن افسر کی نگرانی میں تعلیم دیں گے۔ تعلیم دوران سال میں مسلسل ہوتی رہے گی۔ سال میں کم از کم ایک مرتبہ اعلیٰ جماعتوں کی تعلیم ہوگی جو چھ ماہ تک جاری رہے گی۔ نصاب میں خاص طور پر حکمت [illegible] کی دیہی معاشیات اور اجتماعی زندگی کی ارتقا کی تاریخ پر زور دیا گیا ہے اور دیہی معاشیات اور تنظیم دیہی کی عملی تعلیم کا مرکز تنظیم دیہی [illegible] پر انتظام کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مستقر پر اور ہر صوبہ پر ماتحتین اور ملازمین کی جماعتیں ہوا کریں گی۔ اور مواضعات میں بذریعہ ترقیات سائنس کے ذریعہ نظری تعلیم کا انتظام ہوگا۔ اس ادارہ میں تعلیم ختم کرنے کے بعد تحریک امداد باہمی کے بعض خصوصی مسائل پر تحقیق کرنے کے لئے طلبہ کو وظائف بھی دئے جائیں گے۔

میں اس موقع پر خاص طور سے طلبہ سے مخاطب ہو کر یہ عرض کروں گا کہ آپ کو چاہئے کہ اپنے مطالعہ کو محض کتابوں کے چھپے ہوئے حروف تک محدود نہ رکھیں بلکہ اپنے ملک کی معاشی اور سماجی زندگی کی تاریخ سے واقف ہونے کی کوشش کریں۔ مواضعات میں جائیں اور وہاں کے طریق زندگی اور وہاں کی معاشی تنظیم سے واقفیت حاصل کریں۔ دیگر ممالک کے طریقہ ہائے معاشرت و نظام معاشی کا مطالعہ یقیناً آپ کے خیالات میں وسعت پیدا کرے گا لیکن ہر بیرونی چیز کو خواہ وہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو آپ اپنے ملک میں اسی وقت رائج کر سکتے ہیں تاوقتیکہ ہماری تعلیمی حالت و معاشرتی حالات اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ سب سے مقدم [illegible] اپنے ملک کی ارتقائی تاریخ، سماجی اور معاشرتی زندگی کا مطالعہ ہوگا۔ علمی اور تحقیقاتی جدوجہد بھی ہوتی رہے لیکن سب سے ضروری یہ ہے کہ آپ ایک عملی نقطہ نظر پیدا کریں۔ شہری زندگی کے طور طریق جداگانہ ہیں اور دیہاتی زندگی کے جدا۔ آپ کا کام اب شہروں میں نہیں بلکہ مواضعات میں ہوگا۔ اس لئے بڑی حد تک آپ کو شہری زندگی کو خیرباد کہنا پڑے گا۔ یہ بات آپ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے۔ جس قدر خلوص کے ساتھ آپ میری اس نصیحت پر عمل پیرا ہوں گے اس قدر خدمت اپنے ملک اور قوم کی کر سکیں گے۔

آخر میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ جس طرح حضور والا نے اب تک بحیثیت صدر نشین جمعیت امداد باہمی کی سرپرستی فرما کر اس تحریک میں حصہ لینے والوں کو مستفید فرمایا ہے اسی طرح آئندہ بھی اس نئے ادارہ پر توجہات عالیہ برقرار رکھتے ہوئے ہم کو ممنون فرمائیں گے۔ میں جناب صدر سے مودبانہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے مبارک و مسعود ہاتھوں سے اس ادارہ کی افتتاح فرمائیں۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

لاہور میں ایک چائے کی دعوت کے موقع پر جب پنڈت جواہر لال نہرو کملا ہسپتال اور بلیا کی امداد کے لئے روپیہ جمع کر رہے تھے تو ایک ایک ہزار روپیہ چندہ دینے والے وہی نفع خور تھے جنہوں نے عوام کا خون چوسا ہے۔ اس پر مجمع نے نعرے لگائے کہ "چور بازار کے نفع میں سے بہت تھوڑی سی رقم چندہ میں دے رہے ہیں ان سے اور روپیہ وصول کیجئے" لیکن پنڈت جی ان نفع خوروں کا شکریہ ادا کرکے اور انہیں حب الوطنی کا تاج پہنا کے چلے گئے۔ (نامہ نگار قومی جنگ)

"ایٹم بم" کی تفصیلات سن کر ہمارے ایک دوست اقبال کا یہ شعر گنگنانے لگے۔

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

عالمی حکومت سے کانگریس کی توقعات۔
جدید پیش کش کا انتظار۔

(اخبار کی سرخیاں)

سنتے ہیں کہ آج کل کانگریس کے جلسوں میں بندے ماترم کے بجائے یہ گیت گایا جا رہا ہے۔
سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا۔

آئینی مشاورتی مجلس عمال نے مزدوروں کے لئے پراویڈنٹ فنڈ کی جو تجویز منظور کی ہے وہ ایک بے مثال چیز ہے۔ اس مجلس کے بعض اقدامات برطانوی ہند سے بھی آگے ہیں۔ پراویڈنٹ فنڈ کو کارخانہ داروں کی مرضی پر نہیں چھوڑا گیا اس کو کارخانہ داروں پر لازمی قرار دیا گیا ہے۔ (دکن کرانیکل)

کیا اب بھی مسٹر نرسنگ راؤ اصلاحات کی مفاداتی بنیاد کو ملک کے لئے مضر سمجھتے ہیں!

گاندھی جی نے قائد اعظم محمد علی جناح کی بمبئی کی اس تقریر پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا جس میں صدر مسلم لیگ نے شملہ کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے خاص طور پر یہ کہا تھا کہ گاندھی جی نے کیا ریشہ دوانیاں کیں۔ (ایسوسی ایٹڈ پریس)

سچ: خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں۔

ونوبا بھاوے نے سیواگرام میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:—

"اگست سنہ ۴۲ء کی تحریک کامیاب رہی۔ ہم اس آزمائش سے زیادہ مضبوط اور زبردست عزم کے ساتھ باہر نکلے"۔

کیا واقعی انگریز ہندوستان سے چلے گئے اور کسی کو خبر تک نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ شملہ میں لیڈروں کا اجتماع انگریزوں کو خدا حافظ کہنے کے لئے عمل میں آیا تھا۔

مجھے حکومت کی دور اندیشی اور فراست پر بھروسہ ہے کہ وہ اپنے کسی اقدام سے مسلمانوں کو کشمکش کی دعوت نہیں دے گی۔ بے موقع نہیں ہوگا کہ اگر حکومت کو میں یہ مشورہ دوں کہ وہ انتخابات کا فوری اعلان کرکے آنے والی الجھنوں اور پیچیدگیوں سے بچ سکتی ہے۔ نامزدگی کوئی حل نہیں۔ (مدیر وقت)

اس کو کہتے ہیں خالی دیگ میں کفگیر چلانا

ریاستی باشندوں کی کانفرنس کی مجلس قائمہ نے اپنے حالیہ اجلاس میں جو سری نگر میں بہ صدارت پنڈت جواہر لال نہرو منعقد ہوا تھا ریاستوں میں ذمہ دارانہ حکومت کے قیام کی نسبت ایک قرارداد منظور کی۔ (رعیت)

اس کانفرنس میں سوامی رامانند تیرتھ اور مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ نے محض اس غرض سے شرکت کی تھی کہ پنڈت جواہر لال نہرو تک "رعیت" کے اس خیال کو پہنچا دیں کہ دیہات کے باشندے پر یکمشت [illegible] کر دوٹ کیا جاتا ہے"۔

جو لوگ پنڈت جواہر لال نہرو کی تقریر سننے کے لئے لاہور اسٹیشن پر جمع ہوئے تھے انہیں مایوسی ہوئی۔ میں نے کچھ تانگے والوں کو یہ کہتے سنا کہ:—

لیڈر آتے ہیں۔ تقریر کرتے ہیں لیکن کپڑے کے بیوپاریوں کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہتے جو ہمیں لوٹ رہے ہیں۔ (نامہ نگار قومی جنگ)

اس میں لیڈروں کا کیا قصور ہے؟ اگر یہ تانگے والے تانگہ چلانے کے بجائے چرخہ چلاتے تو انہیں آج یہ پریشانی نہ ہوتی۔ ان سے تو حیدرآباد کے تانگے والے بہتر ہیں کہ وہ سیاسی لیڈر اور کمشنر پولیس میں امتیاز کر سکتے ہیں۔

میں مسٹر جناح اور دیگر افراد ملک کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مراسلت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ان شبہات کی تائید میں پیش کی جا سکے گی جن کا بارہا اظہار ہوا ہے۔ (مولانا ابوالکلام آزاد)

سچ: کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے!

کامریڈ نارائن ریڈی نے نامزدگی یا انتخاب کے نزاعی مسئلہ پر کہا کہ آندھرا مہاسبھا نئی مقننہ میں نامزدگی کے طریقہ کی مذمت کرتی ہے۔ (ایک معاصر)

اگر مسٹر نرسنگ راؤ انتخابات پر زور دیتے تو کامریڈ نارائن ریڈی یقیناً نامزدگی کی تائید کرتے کیونکہ انتخابات اور اسمبلی کے جھگڑوں میں پڑے بغیر اب حکومت کی کرسیوں تک پہنچنا کامریڈوں کا جزو ایمان ہے۔

آندھرا کمیونسٹ پارٹی نے کامریڈ نارائن ریڈی کی صدارت میں ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ دستور میں ایسے تحفظات بھی شامل رہیں جن سے مسلم عوام کو اس امر کا اطمینان ہو کہ ان کے سیاسی، معاشی، اور سماجی حقوق کسی طرح متاثر نہ ہوں گے۔ علاوہ ازیں اس دستور میں دوسری اقلیتوں کے لئے بھی تحفظات ہوں گے۔

اب تک ہمارے کامریڈ ہندو مسلم مساوات کے قائل تھے لیکن اب مسلمانوں کو اقلیت قرار دے کر دستور میں ان کے لئے تحفظات کا مشورہ دے رہے ہیں۔ اس قلابازی پر لوگوں کو حیرت نہ ہونی چاہئے۔ کامریڈ نارائن ریڈی کمیونسٹ بھی ہیں مگر دل کی اکثریت بھی تو کوئی چیز ہے۔ آندھرا کے زعیموں نے آخر انہیں شکست دے ہی دی!

کانگریسی حلقے مہاسبھا کی حمایت میں

از

پی۔ سی۔ جوشی

شملہ کانفرنس کے موقع پر بہت سے کانگریسی اخبارات نے شور مچایا کہ مہا سبھائیوں کو بھی مدعو کرنا چاہئے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب کانگریسی حلقے ہندو مہاسبھا کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے کیونکہ وہ جماعت ہندو فرقہ پرستی کی نمائندگی کرتی ہے اور سیاسی طور سے سرکار پرست ہے۔ وہیں یہ بھی کہ ہندو فرقہ پرستی کی مخالفت سے مسلمانوں پر یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ کانگریس قومی جماعت ہے۔ لیکن آج بہت سے کانگریسی ہندو سبھا کو لیگ کے خلاف استعمال کرنے کی فکر میں ہیں۔

ہندو مہا سبھا نے شملہ کانفرنس اور کانگریس کے خلاف بڑا شور مچایا اس کا نعرہ یہ تھا کہ کانگریس اپنی نیشنلزم کو برطانوی سامراج کی جو کمٹ پر قربان کر رہی ہے اور گاندھی جی مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے جناح کی فرقہ پرستی کو تسلیم کر رہے ہیں اور ہندوؤں کے جمہوری مفاد کو نقصان پہونچا رہے ہیں۔ کانگریسی لیڈروں نے ان الزامات کا جواب اس طرح دیا کہ اپنی فہرست میں وائسرائے کی کونسل کے لئے مہاسبھا کے صدر کا نام بھی تجویز کیا۔

جہاں تک ہم سمجھتے ہیں کانگریس حکومت سے اس لئے سمجھوتہ کرنا چاہتی تھی کہ ملک کے اندر جو بدنظمی، بد دیانتی رشوت ستانی اور بے ایمانی پھیل رہی ہے اس کا خاتمہ کیا جائے۔ لیکن ہندو مہاسبھا کے صدر کے تعاون سے یہ کام انجام نہیں دیا جا سکتا کلکتے کے کسی پڑھے لکھے آدمی سے پوچھئے تو وہ بتائے گا کہ ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کے دور میں کلکتہ یونیورسٹی میں بد دیانتی کی کوئی حد ہی نہیں کانگریس غذائی مسئلے کو حل کرنا چاہتی ہے لیکن حکومت ہند کی غذائی پالیسی سر جوالا پرشاد سریواستو کے ہاتھ میں رہی ہے جو ہندو مہاسبھا کے بہت بڑے لیڈر ہیں۔

ہندو رجعت پرستوں کو خوش کرنے کی پالیسی کانگریس نے اس وقت سے اختیار کی ہے۔ جب سے اسے یہ خیال آیا کہ مسلم لیگ سے سمجھوتہ کرنے کے بعد کہیں ہندو کانگریس کے خلاف نہ ہو جائیں۔ جب سے کانگریس میں ہندو فرقہ پرستی کا رجحان پیدا ہوا۔ کانگریس میں ایسے عناصر ہمیشہ سے موجود ہیں جو سامراج دشمن ہیں لیکن جب کبھی مسلم مطالبات کا سوال آتا ہے تو ان کا ہندو پرستی کا جذبہ ابھر آتا ہے۔ اس لئے جب سامراج سے لڑنے کا بھی تجربہ ہو جاتا ہے کہ ہم آپس کے اختلافات دور کرکے کانگریس لیگ اتحاد قائم کریں تو ان لوگوں کی ہندو فرقہ پرستی ابھر کر ایسی شکل اختیار کر لیتی ہے کہ ان میں اور مہاسبھائیوں کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا۔

یوپی کے کانگریسیوں کی اسمبلی کے صدر پرشوتم داس ٹنڈن جی آج اس رجحان کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ وہ کھلم کھلا کانگریس لیگ مساوات بلکہ کانگریس اور لیگ کے سمجھوتے کی مخالفت کرتے ہیں۔ "سنسار" (بنارس) اور "ادھیکار" (لکھنؤ) جیسے ان دو ہندی اخباروں میں پرچار کرتی ٹنڈن جی کے نظریے کی پرزور حمایت کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"کانگریس میں بھی ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے اور اس کی طاقت روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ کانگریسی لیڈروں نے مسلم لیگ کو خوش کرنے کے لئے یونٹلسٹ ہندوستان اور جمہوریت کے ساتھ ہندوؤں کے مفاد کو قربان کر دیا ہے۔ یہ حرکت بند ہونی چاہئے لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ کیا ہندوؤں کو مسلم لیگ کی غلامی قبول کرنی پڑے گی۔ ...... کانگریس اپنے بنیادی اصولوں سے گر کر بدنامی اور ذلت کے سوا کچھ حاصل نہیں کر سکے گی۔

ہندی اخبار "آج" نے ابھی ۲۰ جولائی کی اشاعت میں کانگریسی صوبوں میں وزارت بنانے کی مخالفت کی ہے لیکن بنگال اور آسام میں اس لئے کانگریس کو وزارت بنانے کا مشورہ دیا ہے تاکہ وہاں لیگ کا زور توڑا جا سکے۔ دہلی کے ہندوستان کی بھی یہی رائے ہے کہ کس طرح لیگ کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل جائے گی۔

بال کرشن شرما جی کے اخبار [illegible] کی یہ رائے ہے کہ بنگال میں کانگریس کو فضل الحق سے مل کر وزارت بنانی چاہئے۔ لیکن اگر شرما جی بنگال جانے کی زحمت گوارا کریں تو انھیں معلوم ہوگا کہ وہاں فضل الحق کی حیثیت جادہ سے زیادہ نہیں ہے۔ اور نئے انتخابات میں انھیں مشکل ہی سے چند ووٹ مل سکیں گے۔ حضرت تو صرف ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کے سہارے کھڑے ہیں اور اگر پنڈت جواہر لال نہرو کے بیان کے مطابق غداری ان لوگوں کی فہرست بنائی جائے جنھیں پھانسی پر لٹکا دینا چاہئے تو فضل الحق کا نام اس میں سب سے پہلے آئے گا۔

پٹنہ کے ہندی اخبار "راشٹروانی" نے یہ لکھ کر آریہ سماجیوں کا ساتھ دیا ہے کہ سندھ میں ستیارتھ پرکاش پر سے پابندی اٹھا لی جائے ورنہ ستیہ گرہ کر دی جائے۔

کانگریسی اخباروں میں اب آپ کو شاید ہی مہاسبھا کے خلاف کچھ لکھا ہوا ملے گا بلکہ [illegible] تو "سنسار" اور "ادھیکار" میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ کانگریس کو مسلم لیگ سے سمجھوتہ کرنے کے بجائے ہندو مہاسبھا سے سمجھوتہ کر لینا چاہئے۔ یہ ممکن بھی ہے اور مفید بھی۔

کانگریس کی پوری تاریخ میں کبھی اتنی زیادہ ہندو نوازی اور مسلم دشمنی کا اظہار نہیں ہوا [illegible] واقعات کی منطق ایسی ہے کہ اگر لیگ کی مخالفت کی جائے گی تو لامحالہ مہاسبھا کی موافقت کرنی پڑے گی۔

شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد پہلی بار مسٹر جناح نے بمبئی کے عام جلسے میں ۲ اگست کو تقریر کی۔ اس میں انھوں نے اعلان کیا کہ لیگ کسی عارضی سمجھوتے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اب صرف پاکستان کی بنیاد پر مستقل سمجھوتہ کی بات چیت ہو سکتی ہے۔

انھوں نے فرمایا کہ لیگ دوران جنگ میں عارضی سمجھوتے کے لئے اس واسطے تیار تھی کہ وہ ہندوستان میں کسی نئے فریق کو نہیں آنے دینا چاہتی تھی لیکن جرمنی کو شکست ہو گئی ہے اور جاپانی لڑائی [illegible] دور ہو رہی ہے۔ [illegible] جی سے ملنے کے لئے [illegible] لیکن مجھے یہ معلوم ہوا کہ لیگ کے خلاف کانگریس میں کتنی نفرت ہے۔ کانگریس کے سامنے صرف دو مقصد تھے۔ ایک تو لیگ کو ذلیل کرنا اور دوسرے یہ کہ لیگ کو نظر انداز کر دینا۔ ان دو مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے کانگریس نے اپنے تمام اصول بالائے طاق رکھ دئے اور نہایت ہی پست درجے کی حرکتیں کیں۔ کانگریس ہندو راج قائم کرنے کے خواب دیکھ رہی تھی۔ کانگریس کو یہ امید نہیں رکھنی چاہئے کہ مسلمان برطانوی پھندے سے نکل کر ہندو راج کے پھندے میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اگر ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے آزادی حاصل کرنی ہے تو پاکستان کا مسئلہ طے کرنا پڑے گا۔ پاکستان کے مسئلے پر مسلمان کسی کے سامنے نہیں جھکیں گے۔ ہندوستان کی آزادی کا دارومدار حل پر ہی ہے۔

مسٹر جناح نے یہ طریق کار بتایا کہ ہم الکشن جیت کر اپنی نمائندہ حیثیت ثابت کرنا چاہئے۔ اور پاکستان کا مطالبہ کرنا چاہئے

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰)

اردو ہندوستان کی ملکی اور قومی زبان کیوں ہے

از

کماری دیوی نند کور

(۱) اس لئے کہ وہ ہندوستان کے ہر حصہ میں بولی جاتی ہے۔ اور آسانی سے ہر عورت مرد بوڑھا بچہ سمجھ سکتا ہے۔

(۲) اس لئے کہ اس میں ہندوستان کی ہر زبان کے الفاظ شامل ہیں۔

(۳) اس لئے کہ یہ زبان ہر صوبے کے لوگوں کے دلچسپی سے قدرتی طور پر بنی ہے۔ بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی سب کے اتحاد کی اصل نشانی ہے۔

(۴) اس لئے کہ ہر زبان کے ثقیل الفاظ خود بخود چھوٹ کر نہایت میٹھی اور سادہ زبان رہ گئی ہے۔

(۵) اس لئے کہ اس کی پرورش میں ہندوستان کی ہر قوم کے لوگوں نے حصہ لیا ہے اور اپنے آباؤ اجداد کی مادری زبان کو بھی اس پر قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

(۶) اس لئے کہ اس کے خط میں اتنی لچک ہے کہ زبان کے بڑے سے بڑے لفظ دو لفظوں میں لکھا جا سکتا ہے اس طرح جگہ کم گھیرتا ہے۔ لہٰذا اس میں مختصر نویسی (شارٹ ہینڈ) کی بہت گنجائش ہے۔

(۷) اس لئے کہ اس کو خوشنما سب خطوں سے زیادہ خوبصورت اس کا دائرہ بہت محدود ہے۔

(۸) جب کسی غیر صوبے میں جائیں گے تو بنگالی، مرہٹی، پوربی، گجراتی، سندھی، پنجابی وغیرہ زبانوں کے بجائے صرف اردو ہی آپ کے خیالات کی ترجمانی میں مدد دے گی اور اس کے سمجھنے والے ہندوستان کے ہر صوبے میں بلکہ دنیا کے ہر حصے میں ملیں گے۔

(۱) اس زبان کے لفظوں کا سرمایہ پچیس ہزار سے زیادہ ہے ان میں تیس ہزار الفاظ عربی فارسی کے ہیں اور ستر ہزار بارہ ہزار مرکبات ایسے ہیں جو عربی فارسی سے ہندوستانی سانچے میں ڈھالے گئے ہیں یا مرکبات بنا کر ہندی بنا لیا گیا ہے۔ اور اب زبان زد عام ہیں اور تقریباً پچاس الفاظ سنسکرت کے ہیں۔ اور باقی تیرہ ہزار فیصد الفاظ اور زبان کے ہیں۔ مقصد تمام کے تمام ہندوستانی ہیں جن پر زبان کا دارومدار ہوتا ہے۔

(۳) یہی وجہ ہے کہ اردو جاننے والا شخص ہر زبان کا مطلب ادا کرنے کے لئے اپنی زبان کو کسی دوسری بولی بولنے والے کے مقابلے میں آسانی سے توڑ سکتا اور غیر زبان بولنے میں نسبتاً آسانی سے قابو پا سکتا ہے اور صحت کے ساتھ بول سکتا ہے۔

(۴) جب مسلمان ہندوستان میں آئے ان کی مادری زبان عربی فارسی ترکی پشتو وغیرہ تھی اور آخر تک مسلمان بادشاہوں کے دربار کی زبان یعنی فارسی رہی۔ دوسری طرف ہندوستان کے مختلف علاقوں میں مختلف زبانیں بولی جاتی تھیں۔ مثلاً بنگلی قنوجی برج بھاشا، گجراتی، مرہٹی، پوربی اور دکنی جھلی چھتیس گڑھی، راجستھانی، تلنگی وغیرہ۔ اور تمام ہندوستان کی ملکی ایک زبان نہیں رہی۔ ایسی حالت میں ملک کے کاروبار اور روزمرہ کی زندگی میں دقتیں پیش آتی تھیں۔ عہد اکبری میں ایک ایسی کھچڑی زبان خود بخود بن گئی جس میں سب بولیوں کے الفاظ بے جھجک ملے۔ اس زبان نے اس وقت سارے ملک کی راہ کھول دی بلکہ موجودہ زمانے کے لیڈر صاحبان مشترکہ زبان کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔ وہ قدرت نے پہلے ہی اردو زبان کے ذریعے سے پوری کر دی۔ یہ بھی یاد رہے کہ زبانیں بنانے سے نہیں بنتی ہیں۔ اس کا تجربہ انشاء والی یورپ پہلے ہی کر چکے ہیں۔

(۵) جب مختلف زبانیں بولنے والے آپس میں ملے تو قدرتی طور پر ایک دوسرے کی بولی سے متعلق الفاظ کا تلفظ آسانی سے نہیں کر سکتے۔ اور مجبوراً ہر ایک کے منہ سے تلفظ خود بخود صحیح ہو کر یہ سادہ لفظوں کا نہایت شیریں مجموعہ رہ گیا۔ جس میں ہندوستانی الفاظ کا عنصر زیادہ ہے۔ اگر اب بھی یہ ہندوستان کی قومی زبان نہ ہوگی تو پھر کونسی زبان ہوگی؟ اس سے انکار کرنا ہندوستان کی مشترکہ دولت سے غفلت کرنا ہوگا۔ اس کو مٹانے کی کوشش کرنا گویا ہندوستان کی یکجہتی کی عمارت کی بنیاد کو اپنے ہاتھوں سے کھود کر پھینکنا ہوگا اور ہندوستان کو ایک لڑی میں پرونے کا دعویٰ باطل ہوگا۔ کیونکہ مشترکہ نصب العین کے لئے مشترکہ زبان ضروری ہے۔ کیا وہ ناشکری نہ ہوگی کہ قدرت خود حل پیش کر کے آگے بڑھے اور آپ صاحبان ٹھکرا دیں۔

(۶) یہ کہنا بڑی دیدہ دلیری کا کام ہے کہ اس کے بنانے میں فلاں طبقے کے لوگوں کا حصہ کم یا زیادہ ہے۔ اس کا فیصلہ اتنا ہی مشکل ہے جتنا یہ کہنا کہ بچہ دل کس کا ہے یا باپ کا۔ اردو زبان قدرتی طور پر سب کے اشتراک سے بنی ہے۔ ہم سب پھولوں نے اس قومی باغ کو کیسا سینچا ہے۔ یہ زبان ہر قوم

کی جملہ صفات اپنے ساتھ لاتی ہے۔ اگر پرانی باتوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو اس زمانے میں بھی اس پر ہیمچند، چکبست، تاجور نجیب آبادی، سرشن پرشاد، دیوان سنگھ مفتون، شاکر میرٹھی، نظم اردو، ساغر نظامی، تر وغیرہ کے تازہ شاہکار موجود ہیں اور اب بھی سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ہندو مسلمان عیسائی خدایان اس زبان پر فخر کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں چاروں وید مقدس، مہابھارت، گیتا، شاستروں، قرآن مجید، انجیل شریف سب کا ترجمہ اردو میں موجود ہے۔ ہندوستان میں سب سے زیادہ رسالے اور اخبار اسی زبان میں نکلتے ہیں اور سب سے زیادہ لوگ اسے بولتے ہیں۔ کیا پھر بھی یہ قومی زبان نہیں ہے؟

(۷) اس کی لکھاوٹ ایسی ہے کہ بہت سے الفاظ کو دو ایک لفظوں میں لکھ سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے جگہ کم گھیرتی ہے اور غور سے غور و اصلاح کے بعد اس میں مختصر نویسی (شارٹ ہینڈ) کی بہت گنجائش ہے۔ جو تجارتی نقطۂ نظر سے نہایت مفید ہے۔

(ہماری زبان)

ہندوستانی مسئلہ کا حل خود ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہے

مسٹر ایلی کے خیالات

نیویارک ۱۶ اگست۔ مرچنٹ انڈیا لیگ کے ایک رکن مسٹر جے۔ جے۔ سنگھ نے لیگ کے اخبار جدید انڈیا ٹوڈے میں مسٹر کلیمنٹ ایٹلی سے ہندوستان کے متعلق ایک ملاقات کا حال لکھا ہے۔ انہوں نے مسٹر ایٹلی سے اس زمانے میں ملاقات کی جب کہ مسٹر ایٹلی سان فرانسسکو میں عالمی کانفرنس کے ایک مندوب کی حیثیت سے موجود تھے۔ مسٹر سنگھ کہتے ہیں مسٹر ایٹلی سے میری گفتگو نہایت دلچسپ رہی کیونکہ ہندوستان کے متعلق سے وزیر اعظم کے خیالات ہو مسٹر چرچل کے کسی قدر قدامت پسند کے خیالات کے مقابلہ میں کسی طرح بھی ترقی پسندانہ یا آزادانہ نہ تھے۔

ان کی گفتگو سے واضح ہوتا کہ وہ بھی یاد کرتے ہیں کہ ہندوستانی مسئلہ کا حل دراصل خود ہندوستانیوں پر ہی منحصر ہے نہ کہ برطانیہ پر۔ میں نے ان سے کہا کہ تجربہ شاہد ہے کہ برطانیہ کی مالی حکومت سے جو حالت وابستہ کی گئی وہ مضمحل میں کبھی صحیح ثابت نہیں ہوئی لیکن پھر بھی یہ جماعت یہ غلط خیال کبھی جاتی ہے۔ اس لئے مجھے تعجب ہے کہ انھوں نے اور ان کی جماعت نے ہندوستانی مسئلے کے حل کے لئے ابتک کوئی خیال کیوں پیش نہیں کیا

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

آئینی مشاورتی مجلس مزدوران

آنریبل صدرالمہام عمال کی تقریر

حیدرآباد۔ ۲۰ ستمبر۔ معزز صدرالمہام بہادر عمال نے بمقام ایوان مشیر باغ آئینی مشاورتی مجلس مزدوران کے تیسرے اجلاس منعقدہ یکم ستمبر شریف مطابق ۶ درشت میں حسب ذیل تقریر فرمائی۔

حضرات!

آپ جانتے ہیں کہ ہماری پچھلی ملاقات کے بعد سے اس مجلس میں ہمنئے ارکان کا اضافہ ہوا ہے میں آپ سب کا خیر مقدم کرتا ہوں اور اس کا متمنی ہوں کہ آپ کی کوشش ہر طرح کامیاب ہو ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر جو کچھ ہو رہا ہے اس سے یہ ظاہر ہے کہ ہم ایک ایسے وقت جمع ہوئے ہیں جبکہ وقت کے اہرن پر چوٹ آرہا اور نئے اقدامات کی آزمائش ہو رہی ہے۔ کوئی ۲ سال پہلے ہمارے ہر دلعزیز شاہ ذیجاہ کے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ

"مزدوروں کے حقوق کی حفاظت
اور ان کی خوش حالی کا مجھے خاص
طور پر خیال ہے"

خود ہمارے آقائے ولی نعمت کی انتہائی سادہ زندگی اور رعایا کے ساتھ ان کا گہرا تعلق خاص اس بات کا ثبوت ہے کہ بڑی قیمتیں ان آقاؤں کا پوری طرح احساس رکھتی ہیں جو آخریں دور میں تبدیلیوں کا باعث ہو جاتی ہے۔ بندگان عالی نے جس معیار کی توقع ظاہر فرمائی ہے اس کے حصول کی بارالکلائیبر کوشش کر رہا ہے۔

حضرات! اب میں مختصر طور پر ان کاموں کا ذکر کروں گا جو ہماری پچھلی ملاقات کے بعد محکمہ لیبر نے انجام دئے ہیں۔ احکام قائم دشرائط ماموری مزدوراں کا نفاذ ہو چکا ہے۔ یہ ایک بڑا اقدام ہے۔ دستور العمل ماموری اطفال کا نفاذ عمل میں آچکا ہے۔ اور قانون احتیاء پیشہ وراں بھی بہت جلد وجود میں آجائے گا۔ فیاکٹریز اور بائلرز آفس اور کونسل کی کانوں پر چیف لیبر ویلفیر انسپکٹر کو محکمہ لیبر کے تحت لانے سے متعلق آپ کی سفارش پر جا جلد توجہ کی جا رہی ہے ۔مزید برآں لیبر کے ایمپلائمنٹ ایکسچینج کو محکمہ کی مستقل حیثیت میں ختم کرکے ان دونوں کا ایک خود مکتفی تنظیم کی حیثیت سے محکمہ لیبر سے الحاق کیا جا رہا ہے۔ پست اقوام کی حالت کو سدھارنے کی جانب جس کی طرف پچھلے اجلاس میں اشارہ کیا گیا تھا۔ حکومت خاص طور سے متوجہ ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بیگاری کے طریقہ کا خاتمہ کرنے سود خواروں کے پنجہ سے چھوٹے کاشتکاروں کی زمینات کو بچانے سود کی بے سبب شرح کا انسداد کرنے اور پست طبقات کے اراضی میں کھنے والے افراد کے لئے لاؤنی کے نام قواعد کے ذریعہ زمینات مہیا کرنے سے متعلق پہلے ہی اقدام کیا جا چکا ہے۔ اور اس سلسلہ میں مزید عملی تجاویز بھی طلب کی گئی ہیں۔ مزدوروں کے نمائندوں کے لئے بعضوں نے گزشتہ اجلاس میں عابد جنگ کی اسکیم کا سوال اٹھایا تھا۔ یہ جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ محکمہ تعلیم عابد جنگ نے اس بات پر رضامندی ظاہر کی ہے کہ اس مجلس کو مزدوروں سے متعلق عابد جنگ تجاویز سے واقف رکھا جائے گا۔

آجر اور مزدوروں کے باہمی تعلقات سے متعلق اب اس اصول کو عام طور سے تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مزدور نزاع ایک ایسا تعیش ہے جسے آئندہ کے زمانہ میں کسی طرح روا نہیں رکھا جاسکتا۔ مزدوروں کے کام میں جو چیز سب سے زیادہ اہم ہے۔ وہ دراصل معاہدہ کا گہرا اختلاف نہیں بلکہ نقطۂ نظر کا وہ فرق ہے جو محض غلط فہمی کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ ہر ایک کی دلی خواہش زندہ رہو، زندہ رہنے دو کی ہے لیکن غیر صحیح اطلاعیں اور غلط مفروضے اور تنگ معتقدے راست کی روک کا وسیلہ بن جاتے ہیں۔ باہمی تعلقات میں انسانیت کے عنصر کو لانے اعتماد کی فضا پیدا کرنے اور اس حقیقت کے سمجھنے سے کہ ان کے اغراض مختلف نہیں بلکہ مشترک ہیں ہمارے آجر اور مزدور آپس کے تعلقات کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ ہمارے ملک میں آجر اور مزدوروں کے باہمی تعلقات روز بروز خوشگوار ہوتے جا رہے ہیں۔ مزدوروں کی انجمنوں کے تسلیم کئے جانے کی رفتار سے اور مزدوروں میں تعمیری قیادت کی ترقی کی خواہش سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کے لئے یہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اضلاع کے عہدہ داروں کے اشتراک عمل کی بدولت محکمہ لیبر اکثر نزاعات سے ان کی ابتدائی منزل ہی پر نپٹانے میں کامیاب رہا۔ صرف چند ہی موقعوں پر مجلس مصالحت کے قیام کی ضرورت ہوئی اور عدالتی مشوری اگرچہ ہر وقت موجود ہے لیکن ایسی تنازعاتی نزاع کو سپرد عدالت کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوئی یوں بھی اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مزدور مسائل کا عدالت کے کمرہ میں داخل ہونا کچھ بہت اچھا نہیں ہوتا۔

محکمہ لیبر کی کامیابی کے لئے تربیت یافتہ اور تجربہ کار عہدہ داروں کا ہونا ضروری ہے۔ ہمارے ایمپلائمنٹ ایکسچینج کے مہتمم کو تجربہ حاصل کرنے کے لئے دہلی بمبئی مدارس کے ایکسچینج کو بھیجا گیا ہے۔ لیبر افسر بھی تقریباً آٹھ ماہ کی ٹریننگ کے لئے عنقریب انگلستان جانے والے ہیں۔ اس ٹریننگ کا انتظام حکومت برطانیہ کی لیبر وزارت کی جانب سے کیا گیا ہے۔ لیبر ویلفیر انسپکٹر حکومت ہند کی جانب سے مقررہ کردہ نصاب تعلیم میں شرکت کے لئے کلکتہ روانہ کیا جا رہا ہے۔ ملک کی کامیابی کے ہر پہلو کے استقرار پر لیبر ویلفیر افسروں کو مقرر کرنے کی تحریک بھی کی جا چکی ہے۔ ان تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ مزدوروں کے مسائل سے متعلق محکمہ لیبر ایک طویل المدت مسئلہ پیش نظر رکھتا ہے اور اس مشوری کی اہمیت کا اس کو خاص احساس ہے جو مختلف تجویزوں کو عملی شکل میں لانے کے لئے ناگزیر ہے۔

ایجنڈا کے مختلف اجزاء سے متعلق یادداشتیں آپ کے سامنے ہیں اس کے پہلے کے دو جزو کا تعلق دو ذیلی کمیٹیوں کی رودادوں سے ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو اس سے اتفاق ہوگا کہ ان ذیلی کمیٹیوں کی مساعی لائق ستائش ہیں۔

ایجنڈا کا تیسرا جزو بہبودی مزدوراں کے قیام کے متعلق ہے پچھلے ہی سال مجھے بمبئی جانے کا موقع ملا تھا وہاں حکومت بمبئی کی مہربانی سے لیبر ویلفیر ڈپارٹمنٹ میونسپلٹی اور پورٹ ٹرسٹ کی جانب سے مزدوروں کی بہبودی کے لئے جو مراکز قائم ہیں ان کے دیکھنے کا مجھے موقع ملا۔ میں نے وہاں اگرچہ مختصر وقت رہا۔ تاہم ان کی اس سے مزدوروں کی بہبودی سے متعلق جو کچھ ہو رہا ہے ان کا بھی معائنہ کیا۔ اس کے بعد جو نتائج پر پہنچا اور جو تجاویز میرے پیش نظر ہیں ان سے متعلق میرے ذہن کے انتخابات آپ کی اطلاع کی غرض سے پیش ہیں۔ لیبر ویلفیر انسپکٹر بھی اپنے ساتھ بمبئی سے مفید مواد لائے ہیں جنہیں خاص طور پر اس ضمن میں وہاں روانہ کیا گیا تھا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ ایسے مرکزوں کا قیام مزدوروں کے حق میں بہت مفید ثابت ہوگا۔ ان مرکزوں کا آغاز چاہئے کتنے ہی مختصر پیمانہ پر کیوں نہ کیا جائے ان میں رفتہ رفتہ وسعت ہوتی رہے گی اور مشاغل کو اتنا بڑھا دیا جائے گا کہ یہ مرکز مزدوروں کے شب و روز

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۲)

ہندوستانی مسئلہ کا حل خود ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہے

بقیہ سلسلہ صفحہ (۴)

مسٹر ایٹلی نے پھر وہی پرانا سوال کیا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب ہندوستانیوں نے آپس میں کچھ طے کر لیا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ ہمارے لئے کوئی حل پیش کرنا سخت مشکل ہے جب کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ جو چیز بھی پیش کریں گے وہ ٹھکرا دی جائے گی۔ درحقیقت میرا یہ خیال ہے کہ اس کا انحصار ہندوستانیوں پر ہی ہے۔ میں نے مسٹر ایٹلی سے پوچھا کہ کیا وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر ہندوستان میں سیاسی تعطل اسی طرح جاری رہے تو یہ امن عالم کے لئے ایک خطرہ ثابت ہوگا۔ مسٹر ایٹلی نے اس خیال سے اتفاق کیا۔

مسٹر سنگھ لکھتے ہیں میں نے یہ خیال پیش کیا کہ کوئی تصفیہ نہ ہو تو موجودہ تلخی جو سے زیادہ بڑھ جائے گی۔ اور جنگ ختم ہونے کے بعد پانچ سال کے اندر اندر ہندوستان میں ایک بیرونی طاقت کی مدد سے سخ انقلاب رونما ہو جائے گا۔ میں نے یہ بھی کہا کہ وہ آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ بیرونی طاقت کون ہو سکتی ہے اس کا نتیجہ سوائے انتشار اور خون ریزی کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ پھر میں نے مسٹر ایٹلی سے پوچھا کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا جی نہیں ہرگز نہیں۔

مسٹر ایٹلی نے کہا کہ ان کے خیال پر ہندوستانی قائدین نے کرپس کی پیشکش کو مسترد کر کے بڑی غلطی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کرپس کی پیشکش اب بھی موجود ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس پیشکش کو اب بھی قبول کریں اور نوآبادیاتی مرتبہ حاصل کریں جس کے ذریعے حق علیحدگی بھی حاصل ہوگا۔

اس ملاقات کے وقت پنڈت نہرو اور دوسرے زعما ابھی جیل خانوں میں تھے۔ مسٹر ایٹلی نے کہا کہ مستقبل کا امن قائم کرنے والوں میں یہاں پر پنڈت نہرو کی کمی ہے۔ مسٹر ایٹلی نے توقع ظاہر کی کہ بہت جلد کچھ نہ کچھ کیا جائے گا۔ آخر میں انھوں نے کہا کہ میں ہمیشہ ہندوستان کی آزادی کا حامی رہا ہوں۔

کانگریسی حلقے مہاسبھا کی حمایت میں

بقیہ سلسلہ صفحہ (۷)

اس پالیسی کا لب لباب یہ ہے کہ کانگریس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ لیگ کو کانفرنس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کی رضامندی بات چیت کی چلی جانے ہے۔

اعلان

ذریعہ اشتہار کیا جاتا ہے کہ جائداد ذیل متروکہ عبداللہ حسین خان مرحوم ولد عبدالستار خان مرحوم ساکن بیرون بازار پیروں نگم پلی بلدہ حیدرآباد دکن کا ہراج بر سر موقع بتاریخ ۲ ماہ آبان ۱۳۵۳ف مقرر ہے خواہشمند حضرات تاریخ ہراج سے ایک روز قبل دفتر نظامت کوتوالی آکر وارد ذریعہ تشریف لاکر نقشہ اور دیگر امور متعلقہ ہراج دریافت فرما سکتے ہیں۔

حدود اربعہ مکان نمبری (۵-۰-۳) ۳۰۹ (۴-۵-۷) (۹-۴) الف

شرقی۔ مکان عبداللہ حسین خان مرحوم غربی۔ شارع عام شمالی۔ مکانات ویران جنوبی۔ نالا آب

حدود اربعہ مکان نمبر (۵-۳-۳۰) الف

شرقی۔ زمین افتادہ سرکاری مکان عابد علیخان غربی۔ مکان عبداللہ حسین خان مرحوم شمالی۔ کوچہ آمدورفت جنوبی۔ نالا آب

حدود اربعہ مکان نمبر (۷-۰-۳) ر (۳۰-۰-۰)

شرقی۔ مکان غوث میاں صاحب غربی۔ کوچہ آمدورفت شمالی۔ کوچہ آمدورفت جنوبی۔ مکان حسین خان

جائداد مذکورہ بالا کی تحریباً الف ۔۔۔ بابت ہے اس وقت میں اس قسم کی جائداد کا دستیاب ہونا مشکل ہے خواہشمند حضرات اس زرین موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ فقط شرح دستخط مددگار ناظم

اس طرح کانگریس اور لیگ دونوں ایک دوسرے سے دور ہوتی جا رہی ہے اور بعد حکومت کے نئے اقدام کی منتظر ہیں۔

کانگریسی لیڈروں کو یقین ہے کہ اگر لیبر حکومت واقعی جمود کو ختم کرنا چاہتی ہے تو وہ لیگ کو تعاون کرنے پر مجبور کرے گی یا اسے نظر انداز کر دے گی لیکن لیگی لیڈروں کو یہ یقین ہے کہ اگر لیبر لیڈر اپنے وعدوں پر قائم رہے تو وہ لیگ کے مرضی بردستی کوئی پالیسی نہیں منڈھ سکیں گے۔

کانگریس اور لیگ دونوں میں سے کوئی بھی یہ محسوس نہیں کرتا ہے کہ ہم اپنے اندرونی اختلافات کو دور کرنے کے لئے بیرونی دوستوں کی مداخلت کا کب تک انتظار کریں گے۔ اور اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ کوئی یہ سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ باہمی اختلافات سے دشمنوں کو فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا ہے۔

عمالی جماعت کے منصوبے

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

نئی حکومت کی نسبت عام طور پر اور نیز قدامت پرستوں کا یہ نقطۂ نظر ہے کہ ہم انہیں موقع دیتے ہیں؟ لیکن جب قومی ملکیت سے متعلق پارلیمنٹ میں اہم تجاویز پیش ہوں گی حزب الاختلاف (قدامت پرستوں) کی جانب سے شدید مخالفت کی جائے گی۔ حزب الاختلاف کی مخالفت سب سے زیادہ خارجی پالیسی اور تعمیر امکنہ کے مسئلہ پر پڑے گی۔ اب جبکہ عمالی جماعت کی جاگتی کامیابی سے جو حیرت پھائی

ہوئی تھی وہ باقی نہیں رہی یہ بات ظاہر ہوتی جا رہی ہے کہ سارا ملک اشتراکی طریقہ فکر سے ہم آہنگی پیدا کرنے کی طرف مائل ہے۔ ایک قدامت پرست یہ کہتے سنا گیا کہ بہر حال موجودہ حالات میں تھوڑی بہت اشتراکیت ناگزیر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ کے کاروباری حلقے معاشی منصوبہ بندی کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔

اشتہار

حاضری مدعی علیہ مرتبہ محکمہ عدالت دیوانی منصفی تعلقہ اورنگ آباد واقع شہر ہور ۱۳۵۴ف

نمبر مقدمہ ۲۹ بابت ۱۳۵۴ف باجلاس مولوی محمد زین العابدین بی اے ایل ایل بی منصف

نارائن گنوبا وغیرہ مدعی بنام

گنپتی مدعی علیہ دعویٰ نسخ ۔ فروختی

بنام گنپتی ولد گنپا تو ذات کوتوال دار قوم مرہٹہ عمر ۴۰ سال پیشہ بیوپار ساکن ناگلگاؤں تعلقہ احمد پور۔

ہرگاہ مقدمہ مشتہرہ صدر حکم اجراء کیا جاتا ہے کہ بہ مقدمہ ہذا میں تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا ہوئے لیکن رپورٹ تعمیل کنندہ سے ظاہر ہے کہ تم بوجہ تعمیل سمن سے گریز و روپوشی ہو رہے ہو۔ اب حسب استدعا مدعی ذریعہ ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ مقدمہ ہذا کی تاریخ ۲۰ شہریور ۱۳۵۴ف یوم سہ شنبہ وقت ۱۱ ساعت حاضر ہو کر جوابدہی و پیروی مقدمہ کرو بصورت غیر حاضری تمہارے کاروائی ایک طرفہ کی جا کر مقدمہ مسموع و فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ۷ ماہ شہریور ۱۳۵۴ف بثبت میری دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط

شرح دستخط

سیفہ دار

سررشتہ دار

برطانیہ سے وزیر اعظم مصر کا مطالبہ

مصر کی کامل آزادی تسلیم کر لی جائے

قاہرہ ۔ ۲ اگست ۔ خیال ہے کہ مصر کے وزیر اعظم نقراشی پاشا کل رات سینیٹ ایک اہم تقریر کرنے والے ہیں اس میں وہ یہ مطالبہ کریں گے کہ ۱۹۳۶ء کے مصری برطانوی معاہدہ پر نظر ثانی کرنے کے لئے گفت و شنید شروع کرنے کا مطالبہ کیا جائے ۔

اس امر کا امکان ہے کہ نقراشی پاشا یہ مطالبہ کریں کہ مصر کی کامل آزادی تسلیم کیا جائے اور برطانوی افواج کو مصر سے واپس بلا لیا جائے ۔

دوسرے یہ کہ وہ یہ مطالبہ بھی کریں گے کہ سوڈان کی حیثیت کے بارے میں نظر ثانی کی جائے ۔

مصری وزیر اعظم جو تقریر کرنے والے ہیں پچھلے اس کے مسودہ کو مصری کابینہ نے منظور کر لیا ہے ۔ وفد (نیشنلسٹ) پارٹی کے لیڈر نحاس پاشا نے جو ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۴ء تک وزیر اعظم رہ چکے ہیں معاہدہ پر نظر ثانی کا مطالبہ پہلے ہی کر دیا ہے اور اس سلسلے برطانوی سفیر متعینہ قاہرہ کو ایک یادداشت حوالہ کر دی ہے وفد پارٹی اس معاہدہ پر نظر ثانی کا مطالبہ برابر کر رہی ہے جس کی میعاد ۱۹۵۶ء میں ختم ہوتی ہے ہو سکتا ہے کہ یہ پارٹی سیاسی مہم ہو مگر اس کے باوجود مصریوں پر عام طور پر جذبہ پھیلا ہوا ہے کہ اس معاہدہ پر نظر ثانی ہونی چاہئے ۔

اس مصری نے بیان کیا کہ وہ لوگ بھی یہ نہیں جانتے کہ اس معاہدہ میں ہے کیا وہ بھی اس بات پر برابر زور دے رہے ہیں کہ نظر ثانی ضرور ہونی چاہئے ۔

مصر سے برطانوی فوج کی واپسی کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ جنگ کے دوران بدنظمی پھیلانے کا کوئی ایک واقعہ بھی نہیں ہوا ہے ۔ اور اس ملک نے اتحادیوں کی بیش قیمت خدمات انجام دی ہیں ۔

نحاس پاشا نے اپنے بیان میں بتایا ہے کہ جب جنگ شروع ہوئی ہے اس وقت مصری لوگوں کی جنگ جتنی بھی اصلی چیز تھی وہ چند برطانوی سپاہیوں کی موجودگی ۔ قاہرہ کے برطانوی حلقے جنگی مسائل میں معروف ہیں اور وہ معاہدہ کی نظر ثانی کے بارے میں کوئی اظہار خیال نہیں کر سکتے ہیں ۔

جو برطانوی آنگ عرصہ سے مصر میں آباد ہیں ان کا خیال ہے کہ اس جنگ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ برطانوی رسل و رسائل کے لئے مصر کی اہمیت کیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ اس معاہدہ کی نظر ثانی بالکل یکطرفہ نہیں ہو سکتی ان کا خیال ہے کہ اس سلسلہ میں برطانیہ کو بھی اپنے مطالبات پیش کرنے ہوں گے ۔ مصری اپنے مطالبہ میں سوڈان کی حیثیت پر نظر ثانی چاہتے ہیں ۔ کیونکہ محمد علی کے زمانہ میں اس کو فتح کیا گیا تھا ۔ مگر اس کے بعد برطانیہ کی

اشتہار

نمبر مقدمہ ۱۳ ۱۳۵۳ف

مرتبہ از محکمہ عدالت منصفی تعلقہ سرسلہ واقع ۲۹ مہر ۱۳۵۴ف باجلاس خالد عبدالرحیم بیرسٹر ایٹ لا منصف سرسلہ

کمر یڈی کو بنام کمر یڈی گردار یڈی

دعوے :- اجرائی ڈگری

بنام کمر یڈی کشٹما ریڈی ، ولد راجر یڈی عمر ۱۳ سالہ نابالغ کمر یڈی نرسیا ولد راجر یڈی عمر ۱۲ سالہ نابالغ بولایت مادر حقیقی ماۃ کمر یڈی رجوا زوجہ راجر یڈی قوم ریڈی عمر ۳۰ سال پیشہ خانہ داری ساکن کمراؤ پیٹھ تعلقہ سرسلہ

ہرگاہ ڈگر یدار نے بربنائے ڈگری عدالت دیوانی مقدمہ نمبر ۲۵ ۱۳۵۳ف درخواست عدالت ہذا میں پیش کی اور تمہارے عدالت ہذا نے نوٹس اجرائی کی جس کی تاریخ پیشی امر شہر اور مقرر تھی اور وہ نوٹس تمہارے مکان پر تعمیل ہو چکے باوجود تم تاریخ مقررہ پر غیر حاضر ہے لہذا ذریعہ اشتہار ہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۰ مہر ۱۳۵۴ف بوقت ۱۱ بجے اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر جوابدہی کرو ورنہ حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی

سررشتہ دار

برطانیہ سے وزیر اعظم مصر کا مطالبہ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

درخواست پر اس کو خالی کر دیا گیا اور دوبارہ فتح کرنے کے لئے جو اخراجات ہوئے اس کا بڑا حصہ مصر نے برداشت کیا۔

مصری لوگ سوڈان کو مصر میں دیکھنا چاہتے ہیں اور مختلف مظاہروں برابر آواز بلند ہوتی رہی ہے سوڈان والے مطالبہ کی پشت پر اصل میں ایک اور اندیشہ بھی ہے اور وہ دریائے نیل کے پانی کا مسئلہ ہے مصریوں کو اندیشہ ہے کہ نیل کا سوڈان کی آب پاشی میں خرچ کیا جا سکتا ہے اور اس طرح مصر پر قحط کی مصیبت نازل ہو سکتی ہے۔

سوڈان والوں میں بھی اس وقت دو جماعتیں ہیں ایک تو وہ جماعت ہے جو برطانیہ کے خیال میں مصریوں کی حامی ہے اور مصر سے الحاق چاہتی ہے۔ اور دوسری پارٹی وہ ہے جس کو مصری یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ برطانیہ کی حامی ہے اور آپس سے رسوڈان والوں کے لئے ہے۔

آئینی مشاورتی مجلس مزدوران

بقیہ سلسلہ صفحہ (۹)

پر حاوی ہو سکیں گے۔

پیش نامہ کا آخری جزو تجارتی اداروں کے ملازمین کے مسودہ قانون سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یادداشت بھی طلب امور وضع ہیں۔

اب میں آپ حضرات سے پیش نامے کے اجزا پر اظہار رائے کا متوقع ہوں۔